نصراللہ بن عبدالسلام بھیروی اٹکی

بارہویں صدی ہجری میں پنجاب کے ایک مصنف اور کاتب

ڈاکٹر عارف نوشاہی ☆

چند سال ہوئے راقم الحروف نے ایک مضمون بہ عنوان ''نصراللہ بن عبدالسلام بھیروی: عالمگیری عہد کے ایک لُغت شناس کاتب کے مخطوطات کا تعارف'' لکھا، جو کلیہ اسلامیہ اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے ترجمان ''مجلّہ تحقیق'' (۱۰-۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء، صفحات ۳۱-۳۶ میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں نصراللہ بن عبدالسلام کے کتابت کردہ چار ایسے مخطوطات کا تعارف کرایا تھا جو میری ذاتی ملکیت میں ہیں۔ ان مخطوطات کے ترقیموں اور حاشیوں میں کاتب نے اپنے بارے میں جو تھوڑی بہت معلومات فراہم کی ہیں، وہ بھی میرے مضمون میں شامل تھیں۔ اب ادھر بارہ سالوں میں ملک کے دیگر کتب خانوں سے نصراللہ بن عبدالسلام کی کچھ اور تحریریں دستیاب ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک ان کی تالیف المرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ ہے جس کا قلمی نسخہ کتب خانہ فاضلیہ، گڑھی افغاناں، متصل واہ چھاؤنی میں ہے۔ تین رسائل کا ایک مجموعہ جس کا کاتب یہی شخص ہے کتب خانہ گنج بخش، اسلام آباد میں موجود ہے۔ ان نودریافت کتب کی مدد سے نصراللہ بن عبدالسلام کے بارے میں ہماری معلومات کا دائرہ وسیع تر ہوا ہے۔ لہذا مناسب سمجھا گیا کہ قدیم و جدید معلومات کو ازسرنو مرتب کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ ہمارے ممدوح کے بارے میں دستیاب معلومات ایک ہی جگہ مل سکیں۔

☆ ادارۂ معارف نوشاہیہ، ۶۹ ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد

ذاتی حالات

نصراللہ بن عبدالسلام محرم یا صفر ۱۰۷۶ھ (مطابق جولائی یا اگست ۱۶۶۵ء) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ان کی ولادت ۱۰۷۷ھ یا ۱۰۷۶ھ میں ہوئی۔ پھر خود ہی مؤخرالذکر تاریخ کے بارے میں کہا کہ شاید یہی صحیح ہے۔ مہذب الاسماء کے حاشیے پر نصراللہ کے قلم سے یہ ایک یادداشت موجود ہے:

> ''درآن مدتی کہ فراغ تمام از کتابت تاج المصادر و تاج الاسامی دست داد، عمر کاتب الحقیر نصراللہ بہ بیست و سہ سال رسیدہ بود۔ تاریخ تولد 'یاد دھد طالع فرخندہ' ۱۰۷۷ یک ہزار و ہفتاد وہفت سنہ افتادہ بود و شہر تولد محرم یا صفر بود۔ تاریخ دوم ''اضعف عبدالحی'' ۱۰۷۶۔ تفاوت میان تاریخین یک سالہ۔ شاید کہ تاریخ صحیح اخیر است''۔(۱)

تاج المصادر کی کتابت ۲۰ رجب ۱۰۹۹ھ میں اور مہذب الاسماء (جسے کاتب نے غلطی سے تاج الاسامی لکھا ہے) کی کتابت ۲۳ رمضان ۱۰۹۹ھ میں ہوئی۔ اس سال نصراللہ تیئس سال کے تھے۔ اس اعتبار سے بھی ۱۰۷۶ھ ہی صحیح سال پیدائش قرار پاتا ہے۔

نصراللہ نے اپنی تمام تحریروں میں اپنا نام ولدیت کے اظہار کے ساتھ ''نصراللہ بن عبدالسلام'' لکھا ہے۔ دو مقامات پر اپنے دادا کا نام تاج الدین اور ایک تحریر میں پردادا کا نام بہاء الدین تحریر کیا ہے (دیکھیے: تاج المصادر کا ترقیمہ)۔ ان کی قومی نسبت ''کھوکھر'' تھی (دیکھیے: مہذب الاسماء کا ترقیمہ) اور وطنی نسبت ''بھیری'' تھی (دیکھیے: تاج المصادر کا ترقیمہ) جسے میں پنجاب کے تاریخی قصبہ بھیرہ ضلع سرگودھا سے منسوب سمجھتا ہوں۔ ''بھیری'' کی نسبت خود نصراللہ کی تحریر کردہ ہے لیکن ان کی تالیف مرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ کے قلمی نسخے کے کاتب نے ان کی نسبت ''اتکی'' لکھی ہے:

> ''تمام شد کتاب مرآۃ المشکوۃ از تالیفات ملا نصراللہ بن عبدالسلام رحمہ اللہ اتکی ۱۱۴۷ھ الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ اجمعین''۔(۲)

نصراللہ بن عبدالسلام کی اٹک (صوبہ پنجاب) سے تعلق کی شہادتیں ان کے کتابت کردہ دیگر رسائل سے بھی ملتی ہیں۔ ان کے کتابت کیے ہوئے رسائل کے دو مجموعوں کا مقام

کتابت اٹک ہے (ترقیموں کی تفصیل آگے آئے گی)۔ مہذب الاسماء میں درج ایک لفظ ''کاسموٗ'' کے وضاحتی حاشیے میں انہوں نے لکھا ہے:

''کاسمو رابہ ہندوی میتھی می گویند و در پوٹھوہار میتھری نامند۔ مسموع از میاں روح اللہ''۔(۳)

اس حاشیے سے بھی ان کی علاقہ پوٹھوہار سے قربت کا پتا چلتا ہے۔ اٹک یہاں سے دور نہیں ہے۔ ممکن ہے ان کی آبائی نسبت بھیرہ سے تھی اور خود اٹک میں رہتے تھے۔

نصراللہ بن عبدالسلام کے تین بیٹے بدرالدین محمد، محمد عظیم اور محمد قدرت اللہ تھے جو ۱۱۲۸ھ میں بقیدحیات تھے جس سال انہوں نے اپنی کتاب مرآۃ ان کے استفادے کے لیے تألیف کی۔ مرآۃ کے مقدمے میں وہ لکھتے ہیں:

''ہرگاہ کہ بحمداللہ سبحانہ باتمام رساندم او را، نامیدم وی را بالمرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ متع اللہ تعالیٰ لی ولاولادی بدرالدین محمد و محمد عظیم و محمد قدرت اللہ ولسائر المسلمین''۔(۴)

مرآۃ کے خاتمے میں نصراللہ اپنے بیٹوں کے لیے یوں دعاگو ہیں:

چو بدر الدین عظیم الدین محمد ‌ ‌ محمد قدرت اللہ باد اسعد
زعلم و فضل شان را بہرہ ورکن ‌ ‌ زعرفان ہرسہ را بازیب و فرکن
زدولت بیشتر دہ سیم و زر شان ‌ ‌ زاموال کرائم و از گہر شان
کہ محتاج سوای تو نگردند ‌ ‌ بگرد ہرخس پیرو نگردند
زتدریس و زخیرات این سہ فرزند ‌ ‌ مرا در عاقبت سازی برومند(۵)

۶ رجب ۱۱۲۸ھ کو نصراللہ مرآت کی جمع و تألیف سے فارغ ہوئے۔ اس کتاب کے نسخۂ گڑھی افغانان مکتوبہ ۱۱۴۷ھ کے ترقیمے میں مصنف کے نام کے ساتھ ''رحمۃ اللہ'' کا دعائیہ جملہ ہے۔ اگر یہ الحاقی اور بہت بعد کا تحریر کردہ نہیں ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ نصراللہ کی وفات ۱۱۲۸ھ اور ۱۱۴۷ھ کے درمیان ہوئی ہوگی۔

مرآۃ کے مرتب جناب نذر صابری (ساکن اٹک) نے مرآۃ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ نصراللہ کا خاندان اٹک قدیم میں مقیم تھا۔ پھر وہاں سے قریب ہی علاقہ چھچھ کے موضع

ٹھیکریاں میں منتقل ہوا۔ عبدالسلام اور نصراللہ دونوں اسی جگہ مدفون ہیں۔ نصراللہ اس علاقے میں اپنے عرفی نام ''میاں ولی'' کے نام سے مشہور ہیں۔ زندگی کے اواخر میں وہ عالم جذب میں چلے گئے تھے۔ اس علاقے میں نصراللہ بن عبدالسلام کی اولاد اب تک موجود ہے۔(٦)

علمی رجحانات

نصراللہ بن عبدالسلام کی دستیاب ایک تالیف اور کتابت شدہ رسائل اور ان پر تحریر ان کے حواشی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم یہ نتائج اخذ کر سکے ہیں کہ نصراللہ ایک معلّم/مدرّس تھے۔ انہیں علمِ لُغات سے خصوصی دلچسپی تھی۔ انہوں نے ''مثلثات بدیعی'' کی ترتیب و تدوینِ نو بھی اسی مقصد کے لیے کی تھی کہ طالب علموں کی الفاظ اور ان کے معانی تک باآسانی رسائی ہو۔ عربی اور فارسی زبانوں کی معتبر کتب لغت ان کے مطالعہ میں رہتی تھیں جن کی مدد سے انہوں نے مرآۃ تألیف کی اور دیگر کتب پر حواشی لکھے۔ وہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (وفات: ۱۰۵۲ھ) سے بہت متأثر تھے اور انہیں ''قدوۃ المتأخرین'' اور ''اسوۃ المحدثین'' کے بلیغ القاب سے یاد کیا ہے۔ وہ شیخؒ کی تصانیف پڑھتے اور کتابت کرتے رہتے تھے۔ مرآۃ کی تألیف میں انہوں نے شیخؒ کی شرح مشکوۃ المصابیح سے بھرپور مدد لی۔ تاج المصادر اور مہذب الاسماء کے حواشی لکھتے وقت انہوں نے شیخؒ کے افادات سے خوشہ چینی کی اور جو حواشی رقم کیے ان کے آخر میں حوالے کے طور پر ''شیخ عبدالحق'' اور ''عبدالحق'' اور ''حق'' لکھا۔ نصراللہ بن عبدالسلام جب کوئی کتاب یا رسالہ نقل اور کتابت کرچکتے تو اس کا منقول عنہ نسخہ سے مقابلہ کرتے اور قلم سے چھوٹ جانے والے الفاظ کی تکمیل یا کتابت کی غلطیوں کی درستی حاشیے میں کر دیتے اور اپنے نسخے پر ''بلغ المقابلہ الی آخر الکتاب'' لکھ دیتے (دیکھیے: ترقیمہ مہذب الاسماء)۔ یہ کام ان کے پختہ ذہن اور احتیاط پسند کاتب ہونے کی دلیل ہے۔

نصراللہ بن عبدالسلام فارسی میں شعر بھی کہہ لیتے۔ مرآۃ کے خاتمے پر انہوں نے ۵۸ اشعار کی ایک مناجات لکھی ہے۔ اس کے کچھ اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

طبیعی عمر یا رب روزیم باد   بعفو و عافیت بہروزیم باد
پس آنکہ چون رسد وقت وفاتم   زمکر نفس و شیطان دہ نجاتم
سلامت دار ایمانم درآن وقت   بایمانم بری جانم درآن وقت...
ہزاران شکر کاین مرآۃ مشکوۃ   کہ بودہ کاشف از اسماء و حالات
بپایان آمد از فضل الٰہی   قبولش باد ازمہ تا بماہی
نداری گرچہ نصراللہ طاعت   نہ آخر داری آن صدر شفاعت
اگرچہ ہستی ای مسکین گنہ گار   نہ آخر حق تعالٰی ہست غفار
زبحر رحمت حق نم ترا بس   نگاہی سیّد عالم ترا بس
الٰہی تا زمین و آسمان است   عناصر را بیک دیگر قران است
سلام تو برحمت ہای بی حد   بود نازل بروح پاک احد
و براولاد و اصحابش گرامی   و بر اتباع دینِ او تمامی[۷]

نصراللہ نے اپنی مہر کا سجع قرآنی آیہ کریمہ (سورہ بقرہ، ۲۱۴) ''الا ان نصراللہ قریب'' سے لیا تھا اور اسی آیہ پر مشتمل ان کی بیضوی مہر بہ خط ثلث تاج المصادر اور مہذب الاسماء کے آخری صفحات پر ثبت ہے۔ تاج المصادر کے پہلے ورق پر بھی یہی مہر ثبت ہے۔ اس ورق پر ان کے دستخط ''مالکہ و قابضہ و کاتبہ فقیر نصراللہ بن عبدالسلام غفرلہ'' بھی موجود ہیں۔

علمی خدمات

اب تک نصراللہ بن عبدالسلام کی ایک تألیف، ایک رسالے کی ترتیب نو اور چھ کتب و رسائل کی کتابت کی علمی خدمات ہمارے سامنے آئی ہیں، ان سب کا مفصل احوال درج ذیل ہے۔

المرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ

یہ نصراللہ کی تاحال دستیاب واحد فارسی تألیف ہے۔ یہ کتاب انہوں نے اواخر ذیحجہ ۱۱۲۶ھ (مطابق دسمبر ۱۷۱۴ء) میں تألیف کرنا شروع کی اور ڈیڑھ سال تک اس کی جمع و تالیف میں مصروف رہے اور ٦ رجب ۱۱۲۸ھ (مطابق جون ۱۷۱۶ء) میں اس کام سے

فارغ ہوئے۔

زہجرت یازدہ صد بیست بُدہشت   کہ کلک من براین اوراق بگذشت
بروز شنبہ و سادس رجب بود   کہ بامن درختامش فضل رب بود
(خاتمۂ مرآۃ)

جب مؤلف نے اس نسخے کی تسوید مکمل کر لی تو ایک رات خواب میں حضرت رسالت پناہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آنحضرتؐ نے خواب میں مصنف کے ہاتھ سے وہ کاغذ جس پر مشکوۃ کے اسماء کی تفصیل درج تھی لے لیا اور مطالعہ کیا۔ مصنف نے اس خواب کو اپنے کام کی بارگاہ رسالتؐ میں مقبولیت کی بشارت جانا (مقدمہ مرآۃ)۔ مؤلف نے کتاب کے مقدمے میں باعث و نہج تالیف پر یوں روشنی ڈالی ہے:

قدوۃ المتاخرین و اسوۃ المحدثین شیخ عبدالحق بن شیخ سیف الدین دہلوی نے مشکوۃ المصابیح مؤلفہ شیخ ولی الدین عبداللہ الخطیب تبریزی پر اپنی فارسی شرح میں جو اس علاقے میں بہت معروف ہے، رواۃ حدیث کی تحقیق کی ہے اور ان کے حالات کماحقہ متقدمین کی کتب سے لکھے ہیں اور اس موضوع پر طالب علموں کو بے نیاز کر دیا ہے۔ چوں کہ شیخؒ کا بنیادی مقصد احادیث کی شرح لکھنا تھا، اس لیے رواۃ پر تحقیق کو احادیث کی شرح کے ضمن میں حروف تہجی کی ترتیب کی رعایت کے بغیر درج فرمایا اور رواۃ کے تمام حالات کسی ایک جگہ پر نہ لکھے بلکہ ایک ہی راوی کے حالات مختلف مقامات پر لکھ دیے، جس سے حالات اور ضبط الفاظ کے متلاشی کو بہت زیادہ ورق گردانی کرنا پڑتی تھی، لہذا مؤلف (نصراللہ) نے مشکوۃ المصابیح اور دیگر معتبر کتب سے انسانی اور غیر انسانی اسماء اور اجناس کے بعض اسماء استخراج کر کے پہلے انہیں حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا، پھر ہر ایک راوی کے حالات اور ضبط لفظ کو شیخ محدث دہلوی کی شرح اور دیگر مشہور کتب سے انہی کی عبارت میں ہر نام کے تحت درج کیا۔ البتہ جہاں کہیں احادیث نبویہ یا دیگر معتبر عبارات کی رو سے اضافات کی ضرورت تھی، حالات رواۃ کے ساتھ ان کا اضافہ بھی کر دیا۔

اکثر اسماء کے تحت جن کے لغوی معانی سمجھنا آسان نہ تھا، مؤلف نے نہایت جستجو سے معتبر کتبِ لغات کی مدد سے ان کے معانی بھی لکھ دیے ہیں۔ مؤلف نے تیمناً اپنی کتاب کی ابتداء شرح اسماء الحسنیٰ سے کی ہے۔ اس ضمن میں مؤلف نے شرح مواقف اور شرح الحصن الحصین از ملا علی قاری سے اخذ و استفادہ کیا ہے۔ شرح اسماء اللہ الحسنیٰ کے بعد اصحاب بدر کے اسماء کی شرح لکھی ہے۔ ان اسماء میں بھی جو غریب اور مشکل الفاظ تھے ان کے معانی کی مؤلف نے تحقیق کی ہے۔ مصنف نے اپنے نسخہ کی کتابت کے وقت یہ التزام رکھا تھا کہ پیغمبروں، فرشتوں اور صحابہ کے اسماء سرخ روشنائی سے لکھے اور ہر صاحبِ اسم کے صحابی اور غیر صحابی اور تابعی اور غیر تابعی ہونے کی طرف بھی اشارہ کیا۔ البتہ جہاں مؤلف کو اس بارے میں علم نہ تھا وہاں اس نے ان کے اسماء اور درجات میں کوئی امتیاز قائم نہیں کیا۔ مؤلف نے جن کتابوں سے مجمل اور مفصل، بلا واسطہ اور بالواسطہ عبارتیں نقل کی ہیں ان کے نام یہ ہیں: مشکوٰۃ المصابیح، شرح فارسی شیخ عبدالحق بر مشکوٰۃ، مغرب، قاموس، روضۃ الاحباب، شرح حصن الحصین از ملا علی قاری، تفسیر بیضاوی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از علی قاری، خلاصۃ الطیبی، توشیح جلال الدین سیوطی بر صحیح بخاری، شرح شمائل عباد اللہ خان، شرح مواقف، کفایہ بر ہدایہ، چلپی، شرح وقایہ، صراح، تاج المصادر، بیہقی، مصادر نیشاپوری، جامع الرموز، لوامع النجوم، مختصر شمس العلوم، مہذب الاسماء، دستور اللغت، موید الفضلا، منتخب [اللغات] رشیدی۔

مرآۃ کے دو قلمی نسخے دستیاب ہیں۔ ایک مکتوبہ ۱۱۴۷ھ، یہ عمدہ اور خوش خط نستعلیق میں ۷۸۹ صفحات میں لکھا گیا ہے اور کتب خانہ فاضلیہ، گڑھی افغاناں ضلع راولپنڈی میں موجود ہے۔ دوسرا نسخہ مکتوبہ ۷ ربیع الاول ۱۱۷۲ھ بقلم حافظ احمد حنفی قادری پشاوری بہ خط نستعلیق ۵۸۸ صفحات میں مرحوم قاضی عبداللہ فضلی کے کتب خانہ واقع شیر گڑھ، ریاست امب (ہزارہ) میں ہے۔[9]

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نصراللہ نے مرآۃ کو تبرکاً شرح اسماء الحسنیٰ سے شروع کیا ہے۔ کتاب کا یہ حصہ نذر صابری صاحب (سابق کتاب دار گورنمنٹ کالج، اٹک) کے مختصر دیباچے کے ساتھ مجلس نوادرات علمیہ، اٹک نے اگست ۱۹۹۸ء میں ۸۰ صفحات میں

شائع کیا ہے۔ یہ اشاعت صرف نسخۂ گڑھی افغاناں پر مبنی ہے۔ اس اشاعت میں کسی قسم کے رموز اوقاف سے کام نہیں لیا گیا اور پرانی روش کے مطابق جیسے قلمی نسخے میں اس کے کاتب نے مسلسل عبارتیں لکھی تھیں، نذر صابری صاحب نے انہیں ویسے ہی نقل کر کے چھاپ دیا ہے۔

کتابت کردہ رسائل

نصراللہ بن عبدالسلام نے دیگر مصنفین کی جو کتب و رسائل اپنے ہاتھ سے کتابت کی ہیں اور مجھے دستیاب ہوئی ہیں ان کا ذکر تاریخِ کتابت کے اعتبار سے ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ا۔ تاج المصادر

یہ ابوجعفر احمد بن علی بن محمد مقری بیہقی (ولادت تقریباً ۴۷۰ھ - وفات ۵۴۴ھ) کی تصنیف ہے اور عربی سے فارسی لغت ہے۔ ۱۳۰۲ھ میں ملک الکتاب میرزا محمد شیرازی کے زیر اہتمام بمبئی سے تاج المصادر کا جو نسخہ شائع ہوا ہے وہ دراصل بیہقی اور زوزنی کی تاج المصادر کا شتر گربہ ایڈیشن ہے۔ بیہقی کی تاج المصادر کا محقق ایڈیشن بہ تصحیح و تحشیہ ڈاکٹر ہادی عالم زادہ ۱۹۸۷ء میں مؤسسہ مطالعات و تحقیقات فرہنگی، تہران سے دو جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ اس کے مقدمے میں مصحح نے تاج المصادر کے ۳۱ قلمی نسخوں کا تعارف لکھا ہے لیکن ان میں ایک بھی پاکستانی نسخہ نہیں ہے۔ مصحح نے جن قدیم ترین نسخوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے دو نسخوں کی تاریخِ کتابت علی الترتیب شوال ۵۳۶ھ اور ۶۰۳ھ ہے۔ اس کے بعد اس مخطوطے کی باری آنی چاہیے جس سے نصراللہ بن عبدالسلام نے اپنا نسخہ نقل کیا ہے۔ نصراللہ کا منقول عنہ نسخہ محمود بن محمد بن ابی سعید بن عمر نیشابوری نے ۱۴ ربیع الآخر ۶۴۷ھ میں کتابت کیا تھا۔ چونکہ نصراللہ کے منقول عنہ نسخے کے دیباچے میں مصنف (بیہقی) کا نام موجود نہیں تھا اس لیے نصراللہ نے اس کے کاتب ہی کو کتاب کا مصنف سمجھ لیا[10] اور اس غلط فہمی کی بناء پر اپنے نسخے کو نسخۂ مصنف کی نقل بتایا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"فقیر نصراللہ این کتاب را عین دستخط مصنف این کتاب نوشتہ است، بمقتضی

غالب ظن و کما سیظہر من الخاتمہ"۔ (ورق ۱ ب)۔ نسخۂ منقول عنہ کا خاتمہ یوں ہے: " تم الکتاب بحمدہ من عندہ علم الکتاب والصلوۃ علی خیر ذوی العقول والالباب و علی آلہ و علی الاصحاب واتفق تحریرہ وتسیطرہ رابع عشر ربیع الآخر سنہ سبع واربعین و ستمائۃ علی ید الفقیر المحتاج الی رحمۃ اللہ و غفرانہ محمود بن محمد بن ابی سعید بن عمر النیسابوری رزقہ اللہ علما نافعا بمنہ و سعۃ فضلہ حامدا و مصلیا"۔ (ورق ۱۲۰ ب)

نصراللہ کے اپنے ترقیمے کی عبارت یہ ہے:

" تم النسخہ المسماۃ بالتاج [حاشیہ: الالف واللام عوض عن المضاف الیہ اسمہ تاج المصادر] محمد عندالعصمۃ من الرعش والاعوجاج والصلوۃ والسلام علی رسولہ صاحب التاج والمعراج و علی آلہ واصحابہ والعترۃ والازواج واجتمع تمدیقہ و ترقیمہ عشرین رجب المرجب سنۃ الف وتسع وتسعین [۱۰۹۹] علی یدالفقیر المحتاج الی رحمۃ اللہ المعین احقر الخلایق کلھم اجمعین نصراللہ بن عبدالسلام بن تاج الدین بن بہاء الدین البھری افتح اللہ علیہ ابواب علم نافع وحلم کامل بمنہ و فضلہ حامدا و مصلیا و صلی اللہ تعالی علی خیر البریۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔ مالک و قابض تاج المصادر فقیر نصراللہ ابن عبدالسلام چون تعریف این کتاب از اوستاذ معاذ خودبشنید درمسافت نوزدہ روز تمامی را بعیش واستراحت نوشت۔ مرجو از بزرگان کہ خط ضعیف منظور نظر آنہا گردد آنست کہ بوقت دیدن، کاتب رابفاتحہ فاتحہ، سلامتی ایمان و مغفرت رحمان یاد آوردہ روح او را خوش وقت سازند و بواسطۂ خدا و رسول خدا آیہ کریمہ "واما السائل فلاتنہر" را گوش گذار خویش دانند۔ ابتدای تاج المصادر از روز شنبہ بود و انتہای او نیز در روز شنبہ گشت و سہ جمعہ درمیان حایل شد۔ از آن جملہ سہ روز برای ازاری معطل بوقوع آمدہ در نوزدہ روز صورت انجام پذیرفت"۔ (ورق ۱۲۰ ب)۔

نسخے کے آخری صفحے پر کاتب کی مہر ثبت ہے۔ پورے نسخے میں کاتب نے حواشی

لکھے ہیں اور بعض مقامات پر اپنے حواشی کے مآخذ کی نشان دہی کی ہے۔ مثلاً صراح، مؤید الفضلاء، حقی وغیرہ۔ متن کے عربی الفاظ کے لیے کاتب نے خط نسخ (شنگرفی) اور فارسی الفاظ کے خط نستعلیق (سیاہ روشنائی) استعمال کیے ہیں۔ خط درمیانہ ہے۔ نسخہ ۱۲۰ اوراق پر مشتمل ہے اور راقم الحروف کے کتب خانے میں موجود ہے۔

۲۔ مہذب الاسماء فی مرتب الحروف والاشیاء

یہ محمود بن عمر بن محمود بن منصور قاضی زنجی سجزی شیبانی کی مؤلفہ عربی سے فارسی فرہنگ ہے۔(۱۱) مصنف کا زمانہ حیات معلوم نہیں ہے۔ ایرانی عالم ڈاکٹر علی نقی منزوی کا گمان ہے کہ شاید تہذیب الاسماء نامی کتاب مہذب الاسماء کی تہذیب اور تبویب یافتہ شکل ہے(۱۲) اور چوں کہ تہذیب الاسماء کا ایک قلمی نسخہ مکتوبہ ۶۶۳ھ موجود ہے لہذا مہذب الاسماء کا مصنف اس سے پہلے گذرا ہوگا۔ لیکن مہذب الاسماء طبع تہران (شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، ۱۹۸۵ء) کے مصحح محمد حسین مصطفوی نے اپنے مقدمے میں اس تبویب کی طرف اشارہ نہیں کیا اور مہذب الاسماء کے ایک قدیم ترین نسخے مکتوبہ ۸۴۱ھ مخزونہ تہران یونیورسٹی کے پیش نظر مصنف کا زمانہ آٹھویں صدی ہجری متعین کیا ہے۔ ایران میں اس کتاب کے متعدد قلمی نسخے موجود ہیں۔ ترکی میں بھی کچھ نسخے پائے جاتے ہیں مگر پاکستان میں یہی ایک نسخہ ہمارے علم میں ہے جو نصراللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کا ترقیمہ حسب ذیل ہے:

"قد وقع الفراغ من شدة الکتابة مع حدة وجع الرأس التی کالعضو من اللصاقة الکتاب المشترک المسمی بمھذب الاسماء تاج الاسامی [تاج الاسامی کو بعد میں مٹانے کی کوشش کی گئی ہے] فی التاریخ ثالث وعشرین رمضان المبارک والسنة ۱۰۹۹ الف وتسعون وتسع [تسع وتسعون والف] من الھجرة۔ للفقیر الحقیر المحتاج الی حضرت اللہ العلام والمعین احقر الخاص والعام کلھم اجمعین نصراللہ بن عبدالسلام بن تاج الدین کھوکھر وفقہ اللہ علما نافعا بمنہ وکمال کرمہ وصلی اللہ علی خیر البریة سید ولد آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وعلیہ وسلم وعلی آلہ و اصحابہ واسلم تسلیما کثیراً کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔ المالک ھو الکاتب الفقیر المذکور فی الاصل"

(ورق ۲۱۶ ب) کاتب نے ہجری تاریخِ کتابت کے علاوہ مطابقت کے لیے یہ تاریخ بھی لکھی ہے " بروز پنجشنبہ وقت ظہر تیر ماہ الٰہی سیزدہم منہ نوشتہ شد" (حاشیہ ورق ۲۱۶ ب)۔ اسی کے ساتھ مقابلے کی یادداشت بھی ہے: "ملبغ المقابلۃ الی اخر الکتاب"۔ اور کاتب نے اپنی تاریخ پیدائش بھی لکھی ہے جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

نصراللہ نے عنوانات کے لیے شنگرفی روشنائی اور خط نسخ استعمال کیا ہے اور متن میں عربی اور فارسی الفاظ اور عبارتوں کے لیے نستعلیق کو اپنایا ہے۔ نسخے پر کاتب کے متعدد حواشی موجود ہیں۔ بعض حواشی کے آخر میں "لکاتب" لکھا ہے (دیکھیے اوراق ۲۶ الف، ۴۸ الف)، ایک جگہ حاشیے کے اختتام پر اپنا نام یا دستخط "فقیر نصراللہ" لکھا ہے (ورق ۲۱۱ ب)۔ حواشی کے دیگر مآخذ میں صراح، مغرب، رشیدی، قاموس، شرح عبدالحق، شرح حصن حصین، مؤید الفضلاء، حقی، لوامع النجوم، طب شہابی، روضۃ الاحباب، عبدالحکیم بر عبدالغفور وغیرہ کے مخففات ملتے ہیں۔ ان میں سے اکثر مآخذ وہی ہیں جو نصراللہ نے المرآۃ میں استعمال کیے ہیں۔

مہذب الاسماء کا یہ نسخہ ۲۱۶ اوراق پر مشتمل ہے اور راقم السطور کے پاس موجود ہے۔

۳۔ مثلثات بدیعی

بدیعی تخلص شاعر کا معروف منظوم نصاب ہے جس کے قلمی نسخے عام ملتے ہیں اور متعدد بار چھپ بھی چکا ہے۔[۱۳] ہمارے کاتب نصراللہ نے اپنے مکتوبہ نسخے میں شاعر کی قائم کی ہوئی ترتیب اشعار بدل دی ہے اور اس نصاب میں مذکور لغات کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کر کے کتابت کیا ہے تاکہ طالب علموں کو اپنے مطلوبہ الفاظ تک جلد رسائی ہو۔ کاتب نے یہ تمام وضاحت اپنے ترقیمے میں کی ہے:

" تمام شد فرہنگ سہ حرکتی بر یک حرف، از دست کج رَو و کج نویس ازالصما اللہ عنی و عن جمیع المسلمین فقیر حقیر نصراللہ بن عبدالسلام، روز سہ شنبہ بتاریخ بیست و ہشتم ماہ مبارک رمضان معتکفاً فی المسجد اداء لسنۃ رسول اللہ السنان تیر ماہ الٰہی

ہژدھم منہ، سنہ ۱۰۹۹ھ۔ مخفی نماند کہ این فرھنگ نُجی دیگر بود۔ چنانکہ مقصود مصنف رحمۃ اللہ درآن بود کہ طالب علمی این را یادگرفتہ بحل عقد مطلب خواھد رسید و این کمترین را چون برای کثرت ازار سر حفظ آن میسر نیامد بترتیب حروف تہجی درما بعد تاج الاسامی تألیف و ترکیب داد تا طالب لغت زود بمطلب رسیدہ شادان باشد۔ از برای خدا و رسول خدا ہرکہ بیند بدعای سلامتی ایمان فقر و جمیع مومنان و مغفرت و رحمت خدای عزو جل یاد فرماید۔

من نوشتم دعای طمع دارم زانکہ من بندہ گنہ کارم

وصلی اللہ علی خیر البریۃ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین"۔ (ورق ۳ ب)۔

یہ نسخہ تین اوراق میں بخط نستعلیق لکھا ہے اور میرے پاس موجود ہے۔

۴۔ مجموعہ رسائل

یہ دو رسائل کا مجموعہ ہے اور کاتب نے ایک میں کتابت کیا ہے۔ رسائل کی تفصیل یہ ہے۔

رسالہ در بیان اصولِ حدیث

یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی بزبان فارسی تصنیف ہے۔ ترقیمہ حسب ذیل ہے:

"تم الکتاب فی علم اصول الحدیث من مصنفات الشیخ المحدث الفقیہ الحاجی الشیخ عبدالحق دہلوی غفراللہ لہ والوالدیہ فی تاریخ الثالث عشر من جمادی الاول یوم الاربعآء من ید احقر عباداللہ العلام نصراللہ بن عبدالسلام عفی عنہما و عن جمیع المؤمنین برحمتک یا ارحم الراحمین سنہ ۱۱۱۲۔ سنۃ اثنی عشر و مائۃ والف من ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللھم اغفرلی والوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب" (ورق ۱۳ ب)۔

کاتب نے حاشیے پر یہ وضاحت بھی کی ہے کہ رسالہ اصول حدیث کی "قسم ثانی" ائمہ اربعہ کے بیان میں ہے جو منقول عنہ نسخے میں کاتب نے نہیں لکھی تھی لیکن شرح صراط المستقیم (عبدالحق دہلوی) کے شروع میں علی التمام موجود ہے اور یہ رسالہ اصول حدیث سے

الگ نہیں ہے بلکہ کاتب (نسخۂ منقول عنہ) نے ہی وہاں سے اسی قدر اخذ کیا اور لکھا اور باقی مضمون چھوڑ دیا۔

اس رسالے میں عنوانات شنگرفی ہیں۔ خط نستعلیق ہے اور متعدد عربی اور فارسی حواشی موجود ہیں۔ مجموعے میں یہ رسالہ ورق ۱ تا ۱۳ ب موجود ہے۔

رسالہ اصول حدیث

یہ میر سید شریف جرجانی کا عربی رسالہ ہے۔ ترقیمے کی عبارت یہ ہے:

"تمت الرسالۃ الشریفۃ فی علم اصول الحدیث فی تاریخ الرابع عشر من جمادی الاول یوم الخمیس سنۃ اثنی عشر و مائۃ والف من ید المالک لہذا الکتاب نصراللہ بن عبدالسلام غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ فی قصبۃ اتک صانہا اللہ عن الفک"۔

یہ رسالہ بہ خط نسخ ہے اور عنوانات شنگرفی ہیں۔ تمام حواشی عربی زبان میں ہیں۔ مجموعے میں یہ ورق ۱۳ ب تا ۱۹ ب موجود ہے۔ یہ مجموعۂ رسائل بھی راقم الحروف کی تحویل میں ہے۔

۵۔ مجموعۂ رسائل

یہ مجموعہ کتب خانہ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد میں شمارہ ۹۳۱۶ کے تحت موجود ہے۔ اس میں حسب ذیل تین رسالے ہیں۔

(الف) آداب لباس (ص ۲-۱۳)

مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ یہ فارسی زبان میں ہے۔ ترقیمہ حسب ذیل ہے:

"تمام شد این رسالہ روز یکشنبہ ۱۷ شعبان ۱۱۲۲ ہجری سنہ ۴ شاہ عالمی۔ از دستخط فقیر نصراللہ بن عبدالسلام بن تاج الدین در قصبہ اتک وقت اخیر ظہر"۔

اس کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

(ب) رسالہ عربی (ص ۱۴-۲۳)

مؤلفہ عبداللہ بن صدیق بن عمر الہروی۔ یہ عربی زبان میں ہے اور اس طرح شروع

ہوتا ہے: "الحمد للہ محق الحق و ملہم الصواب"۔

اس کا ترقیمہ حسب ذیل ہے:

" تمام شد بتاریخ ۲۵ شعبان بوقت عصر روز دو شنبہ ۱۱۲۲ از دستخط فقیر نصراللہ بن عبدالسلام در اٹک"۔

(ج) رسالہ عربی (ص ۲۴-۲۸)

یہ بھی عبداللہ بن صدیق بن عمر الہروی کا عربی رسالہ ہے اور اس عبارت سے شروع ہوتا ہے: " الحمد للہ الذی میز نوع الانسان بالعقل"۔

اس پر کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے لیکن خط وہی ہے۔ تینوں رسائل نستعلیق میں لکھے گئے ہیں اور حواشی موجود ہیں۔ بعض حواشی کے اختتام پر "عفی عنہ" لکھا ہے گویا یہ کاتب کے اپنے رشحات فکر سے ہیں۔

ایک اختلافی رائے اور اس کا ازالہ

المرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ کے مرتب نذر صابری صاحب نے جب المرآۃ شائع کی (اگست ۱۹۹۸ء) تو وہ نصراللہ بن عبدالسلام کے بارے میں میرے اس مضمون سے بے خبر تھے جو ۱۹۸۹ء میں مجلہ تحقیق لاہور میں شائع ہوا تھا۔ جب المرآۃ کی اشاعت کے بعد میں نے اس کے مصنف اور اپنے محولہ مضمون کی مرکزی شخصیت میں ہم نامی اور اٹک کے حوالے سے ہم وطنی پائی تو اپنے شائع شدہ پرانے مضمون کی ایک نقل صابری صاحب کی خدمت میں روانہ کی اور ان سے استفسار کیا کہ وہ میرے مضمون کی شخصیت اور المرآۃ کے مصنف کو ایک ہی شخص سمجھتے ہیں یا دو الگ الگ شخصیات ہیں۔؟ اس پر انہوں نے دو ٹوک جواب دیا: "بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ نصراللہ بن عبدالسلام بن تاج الدین بن بہاء الدین اور نصراللہ بن عبدالسلام بن ہدایت اللہ بن عبدالعزیز ایک ہی شخص ہو"۔[۱۴] میں نے صابری صاحب سے ان کے دلائل جاننا چاہے تو انہوں نے یکم مئی ۱۸۶۳ء کے بندوبستِ قانونی کے حوالے سے ایک شجرہ نسب لکھ کر بھیجا جس کی نقل یہ ہے:

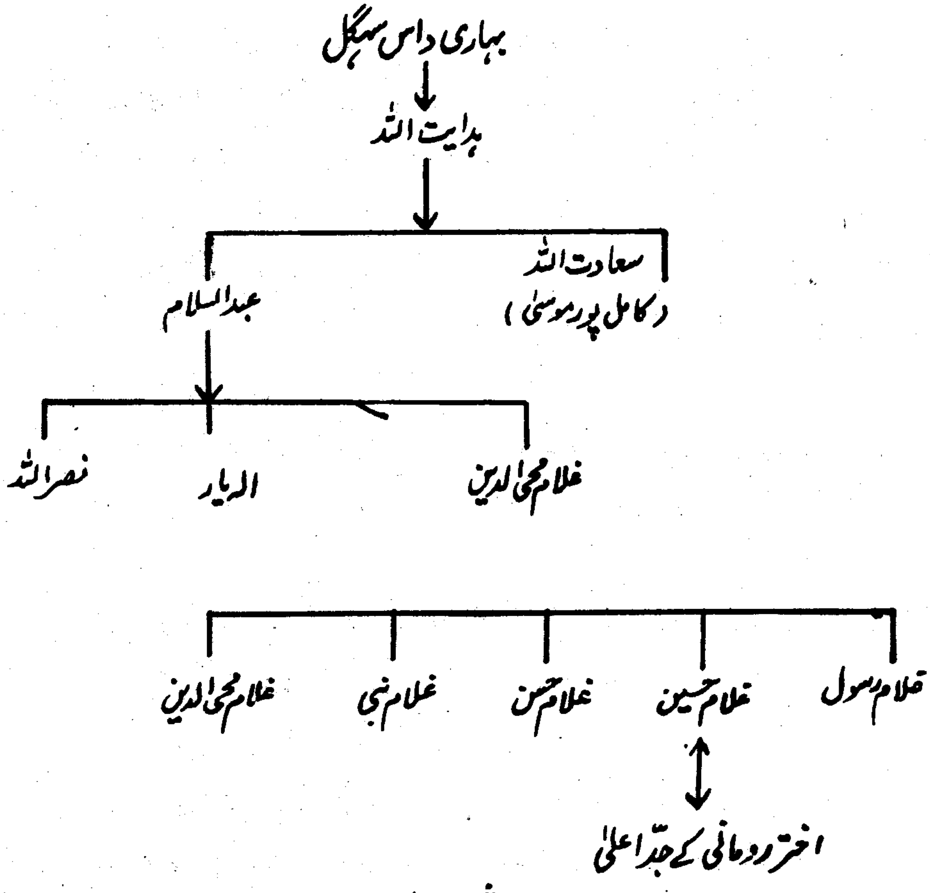

اس وقت اٹک میں مقیم ہیں اور یہ شجرہ ان کی تحویل میں ہے۔

یہ بات تو تسلیم کی جا سکتی ہے کہ میرے پاس قلمی رسائل کے کاتب کا شجرۂ نسب اور صابری صاحب کا بھیجا گیا شجرۂ نسب ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن نذر صابری صاحب نے المرآۃ پر اپنے دیباچے میں نصراللہ بن عبدالسلام اٹکی کو ایسا شخص قرار دیا ہے جس کے اخلاف کے پاس موجود ایک قانونی بندوبست کی رو سے اس کے دادا کا نام ہدایت اللہ، پردادا کا نام عبدالعزیز تھا اور اس سے اوپر وہ ہندوالنسل تھے۔ اگرچہ صابری صاحب نے یہ شجرہ اسماء کے ساتھ وہاں نقل نہیں کیا لیکن اس کا حوالہ دیا ہے اور اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

مجھے نذر صابری صاحب کی اس رائے سے شدید اختلاف ہے کہ المرآۃ کا مصنف نصراللہ بن عبدالسلام اٹکی اور محولہ بالا رسائل و مخطوطات کا کاتب نصراللہ بن عبدالسلام دو جدا جدا شخصیات ہیں۔ ان دونوں کے شخصِ واحد ہونے کے حسب ذیل قرائن موجود ہیں:

الف۔دونوں کا نام نصراللہ بن عبدالسلام ہے۔

ب۔ دونوں کا تعلق اٹک سے ہے۔

ج۔ دونوں کو علم حدیث سے شغف ہے، علم الاسماء اور لغات سے بھی خاص دل چسپی ہے۔

د۔ دونوں کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے خاص ارادت ہے۔

ھ۔ المرآۃ کے مقدمہ میں نصراللہ بن عبدالسلام نے اپنے جن مآخذ کا نام لیا ہے ان میں تاج المصادر اور مہذب الاسماء بھی شامل ہیں۔ ان دونوں کتب کے قلمی نسخے بخط نصراللہ بن عبدالسلام موجود ہیں۔

و۔ المرآۃ کی تصنیف میں نصراللہ بن عبدالسلام نے جن کتب سے استفادہ کیا انہی سے مستفاد متعدد علمی نکات ہمیں تاج المصادر اور مہذب الاسماء کے حواشی بخط نصراللہ میں ملتے ہیں۔ یہ تمام کتابیں ایک ہی شخص کی تحویل میں تھیں۔

اب رہا یہ سوال کہ مذکورہ قانونی بندوبست کے شجرے کی کیا حیثیت ہے؟ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ چوں کہ اس میں نصراللہ کے بیٹوں کے اسماء درج نہیں ہوئے جب کہ اس کے دوسرے بھائی غلام محی الدین کی اولاد کے نام لکھے ہیں تو اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شجرہ میں مذکور نصراللہ لاولد تھا، جب کہ المرآۃ کے مصنف نصراللہ کے تین بیٹے موجود تھے (جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں)۔ دوسری بات یہ قابل غور ہے کہ المرآۃ کے مصنف کا سال وفات خود صابری صاحب نے ۱۱۴۷ھ سے قبل متعین کیا ہے۔ اس شجرہ میں نذر صابری نے نصراللہ کے بھتیجے غلام حسین کو اس وقت اٹک میں مقیم اختر رومانی صاحب کا جد اعلیٰ ظاہر کیا ہے۔ اگر جد اعلیٰ سے مراد دادا ہے تو بھی ۱۱۴۸ھ اور ۱۴۲۱ھ کے درمیان صرف تین نسلیں نہیں بلکہ زیادہ نسلیں گزری ہوں گی جن کا اس شجرہ مدونہ ۸۰-۱۲۷۹ھ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں اس شجرے کو المرآۃ کے مصنف اور دیگر رسائل کے کاتب پر چسپاں کرنے کا تردد نہیں کرنا چاہیئے، وہ شجرہ کسی اور نصراللہ بن

عبدالسلام کا ہوگا۔ ہمارے مصنف اور کاتب کا نام نصراللہ بن عبدالسلام بن تاج الدین بن بہاء الدین کھوکھر ہے۔ وہ بھیری الاصل تھے اور اٹک میں رہتے تھے۔ ۱۰۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے تین بیٹے تھے وہ اپنے تینوں بیٹوں سمیت ۱۱۲۸ھ میں بقید حیات تھے۔ جب انہوں نے المرآۃ تصنیف و تالیف کی۔

حواشی

۱۔ مہذب الاسماء، مکتوبہ نصراللہ بن عبدالسلام، ۲۳ رمضان ۱۰۹۹ھ، ورق ۲۱۵ب، حاشیہ، مملوکہ راقم الحروف عارف نوشاہی، اسلام آباد۔

۲۔ المرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ، نسخۂ گڑھی افغان، ترقیمہ کا عکس جناب ڈاکٹر اشرف الحسینی (لاہور) نے مہیا فرمایا جس کے لیے ان کا ممنون ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس اس کتاب کا مکمل عکس موجود ہے۔

۳۔ مہذب الاسماء، ورق ۲۱۲ ب۔

۴۔ المرآۃ فی شرح اسماء المشکوۃ، مرتبہ نذر صابری، اٹک، ۱۹۹۸ء، ص ۴

۵۔ المرآۃ، قلمی نسخۂ گڑھی افغاناں، آخری ورق، (عکس موصولہ ڈاکٹر اشرف الحسینی)

۶۔ نذر صابری، دیباچہ المرآۃ، طبع مذکور، صفحہ ہ۔

۷۔ المرآۃ، قلمی نسخۂ گڑھی افغاناں، آخری ورق۔ ملخصاً

۸۔ المرآۃ، اٹک، طبع مذکور، ص ۲-۴

۹۔ فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان، تالیف احمد منزوی، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء۔ جلد ۱۱، ص ۹۴۴، احمد منزوی نے المرآۃ کے مصنف کی مکانی نسبت "اٹکی پیشاوری" تحریر کی ہے۔ اس کے پشاوری ہونے کا کوئی ثبوت نہ مرآۃ سے ملتا ہے نہ کسی اور کتاب سے۔

۱۰۔ میں نے تاج المصادر مکتوبہ نصراللہ کا مقابلہ تاج المصادر بیہقی طبع تہران سے کیا ہے۔ ان دونوں میں واضح اختلاف پایا جاتا ہے۔ ممکن ہے ہمارا نسخہ زوزنی کی تاج المصادر ہو جو فی الوقت مقابلے کے لیے مجھے دستیاب نہیں ہے۔

۱۱۔ فرہنگنامہ ہای عربی بفارسی تالیف علی نقی منزوی، تہران، ۱۳۳۷ شمسی، ص ۳۰۱۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۰۳

۱۳۔ ایضاً، ص ۳۳۲

۱۴۔ مکتوب جناب نذر صابری محررہ ۲ نومبر ۲۰۰۰ء بنام راقم الحروف۔

جامه [illegible] بار تا انا انزلناه بخوانند و بر آب دمند بعد آن آب بر جامه زنند برکت باشد
[illegible] تا پوشیده [illegible] پوشیدن جامه نو دو رکعت نماز بگزارد [illegible]
آن جامه این دعا بخوانند بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله الذی کسانی ما اواری
به عورتی و اتجمل به فی حیاتی والحمد لله الذی کسانی هذا الثوب و رزقنیه
من غیر حول منی ولا قوة الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات وبرحمته
تصلح الفاسدات و تنزل البرکات الحمد لله علی کل حال اللهم اجعله ثوبا
مبارکا اشکر فیه نعمتک واحسن فیه عبادتک واعمل فیه بطاعتک آمین
بالله و بالنبی [illegible] نعوذ بالله من استیلاء النفس لقلیل وکثیر اللهم اسألک
الهدی [illegible] والعافیة والتقی فی الدین والدنیا والآخرة اللهم انی اسألک الهدی
والتقی والعفاف والغنی والتوفیق لما تحب وترضی هنوز جامه [illegible] نو [illegible]
باشد که همه گناهان او آمرزیده شود و سنت است که هر وقتی که جامه از [illegible] گیرد
به [illegible] کند و [illegible] و اگر نه او را شیطان می پوشد [illegible]
[illegible] و وقت پوشیدن لباس نو [illegible] اول [illegible] بگوید و اگر سوره
فاتحه بخوانند سه مرتبه یا هفت مرتبه هنگام [illegible]
[illegible] پوشند [illegible] [illegible] و عافیت [illegible]
[illegible] باشد و دوام [illegible] [illegible]
[illegible] شود و باید که جامه کهنه [illegible] بال [illegible] خود
بخشند [illegible] باشند که [illegible] [illegible]
والسلام علی محمد و آله و اصحابه اجمعین [illegible] تمام شد این [illegible]
[illegible] عبدالله بن تاج الدین [illegible]

آداب لباس، نسخهٔ گنج بخش، ۹۳۱۶

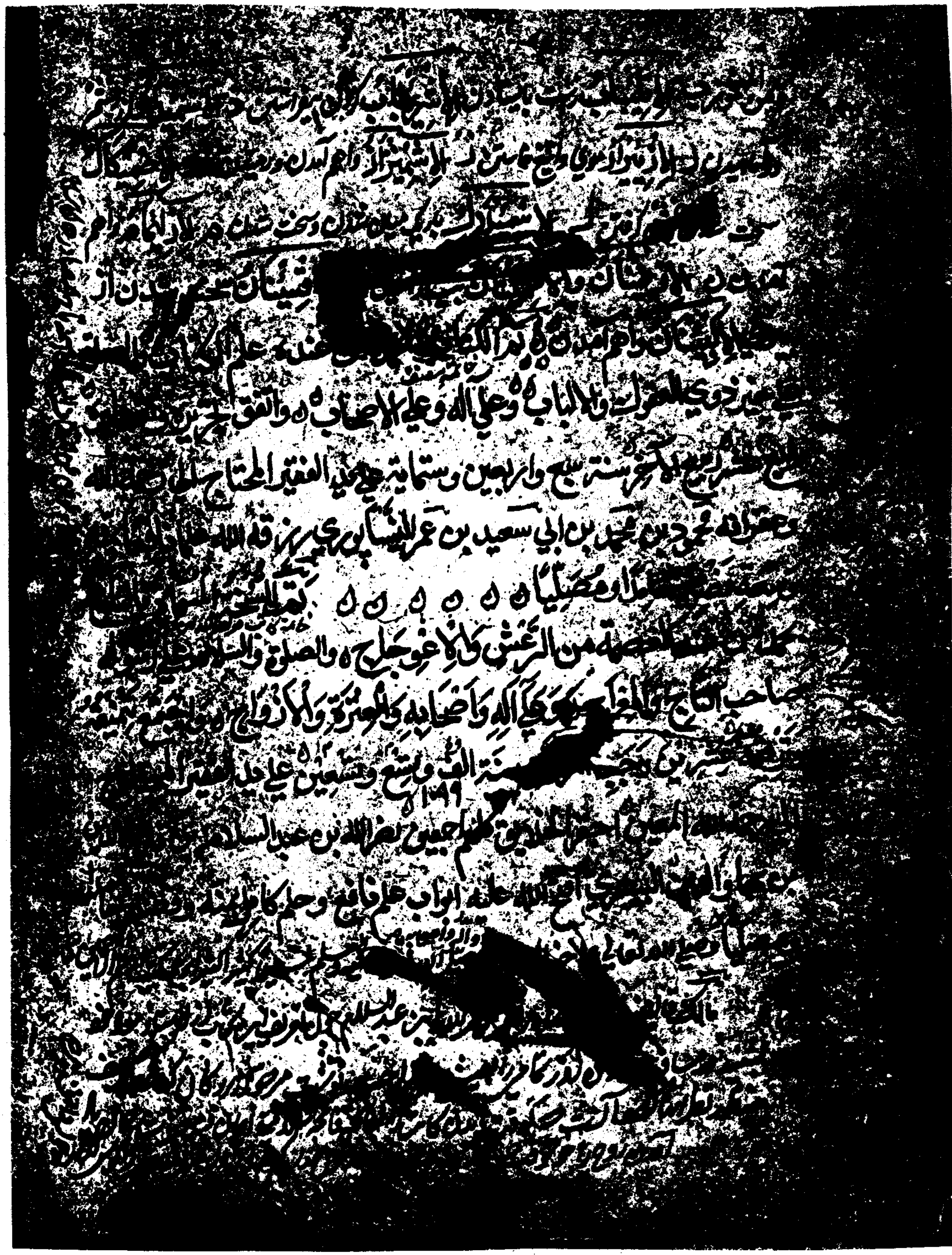

تاج المصادر کا آخری صفحہ (نسخہ عارف نوشاہی)

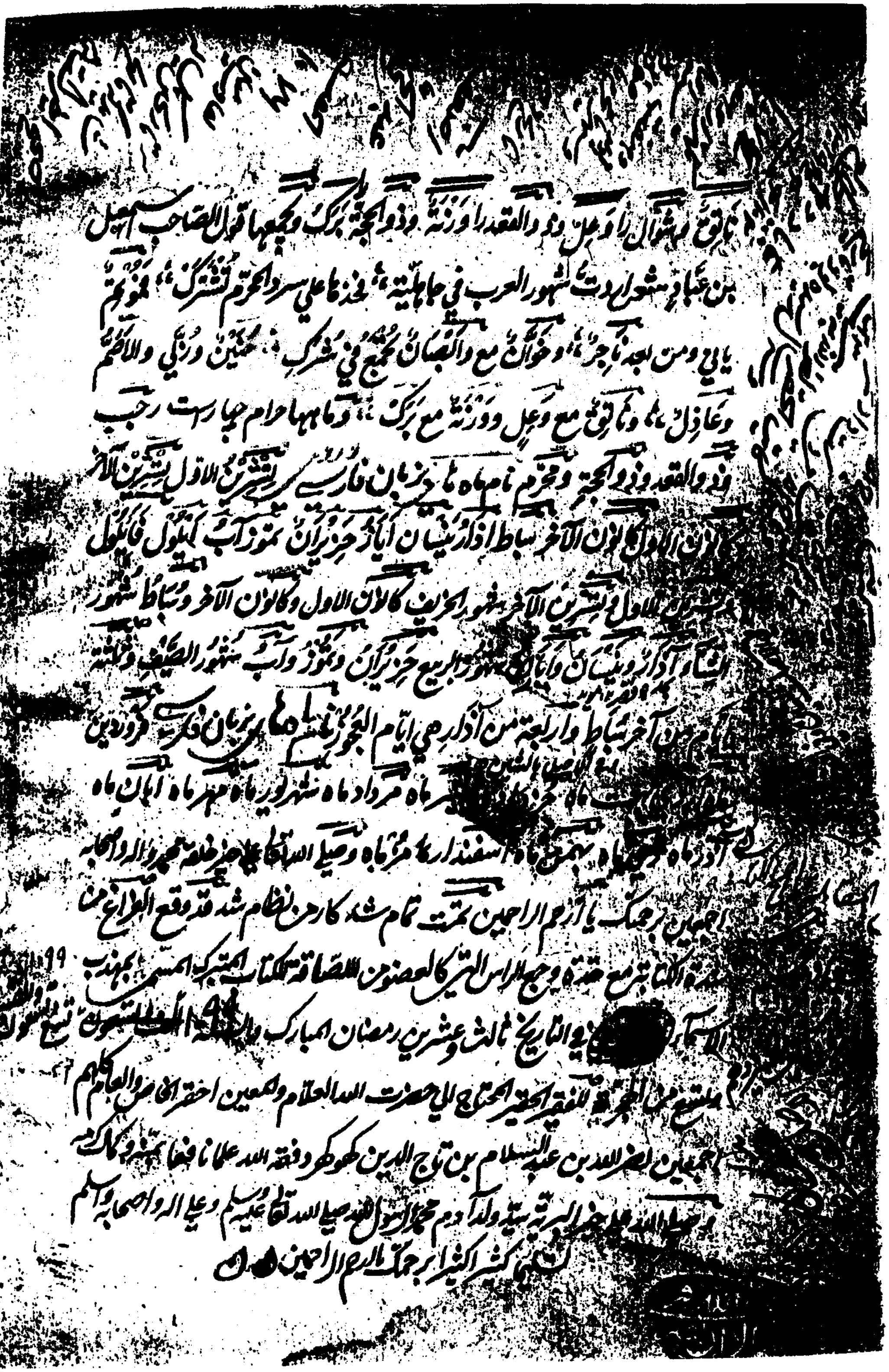

تا توج شوال را و علی ذو القعده را و ورنة و ذو الحجة برک و جمعها قول الصاحب اسمعیل
بن عباد شعر اردت شهور العرب فی جاهلیة فخذها علی سرد المحرم تشترک فموتمر
یاتی و من بعد ناجر و خوان مع وانصوان تجمع فی مشرک حنین و رنی و الاصم
و عاذل و ناتوح مع و عل و ورنة مع برک و ما بها حرام عبارت رجب
و ذو القعده و ذو الحجة و محرم نام ماه ها بزبان فارسی تشرین الاول تشرین الآخر
کانون الاول کانون الآخر سباط اذار نیسان ایار حزیران تموز آب ایلول فایلول
و تشرین الاول و تشرین الآخر شهور الخریف کانون الاول و کانون الآخر و سباط شهور
الشتاء آذار و نیسان و ایار شهور الربیع حزیران و تموز و آب شهور الصیف و ثلثة
ایام من آخر سباط و اربعة من آذار هی ایام العجوز نام ماه ها بزبان فارسی فروردین
ماه اردیبهشت ماه خرداد ماه تیر ماه مرداد ماه شهریور ماه مهر ماه آبان ماه
آذر ماه دی ماه بهمن ماه اسفندارمذ ماه و صلی الله علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه
اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین تمت تمام شد کار من نظام شد قد وقع الفراغ من
تحریر الکاتب مع [illegible] و وجع الراس التی کالعصفور من الصاعقة للکتاب المسمی بمهذب
الاسماء [illegible] فی التاریخ ثالث و عشرین رمضان المبارک و السنة ۹۹۸ الف [illegible] تسع شوال
ملتمس من [illegible] للفقیر الحقیر المحتاج الی حضرت الله العلام و لعین احقر الناس من العالم
اجمعین [illegible] بن عبد السلام بن تاج الدین کهوکهر وفقه الله [illegible]
و صلی الله علی خیر البریة سید ولد آدم محمد رسول الله صلی الله تعالی علیه و سلم و علی آله و اصحابه و سلم
تسلیما کثیرا کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین

مہذب الاسماء کا آخری صفحہ (نسخۂ عارف نوشاہی)